OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 9, Issue 2 (April-June 2026)

# حضرت مخدوم عبدالرشید حقانیؒ: حیات، افکار اور علمی و دینی خدمات کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

# Makhdoom Abdul Rashid Haqqani: A Research and Analytical Study of His Life, Thought, and Scholarly Contributions

**Dr. Muhammad Shah**
Headmaster, Govt. Elementary School, 2-M.R, Multan
dr.muhammadshahmakhdoom@gmail.com
https://orcid.org/0009-0003-4007-6800
**Prof. Dr. Abdul Quddus Suhaib**
Dean, Faculty of Islamic Studies & Languages, BZU, Multan
aqsuhaib@gmail.com
https://orcid.org/0000-0003-0240-2292

## Abstract

This article presents a critical and analytical study of the life and contributions of Hazrat Makhdoom Abdul Rasheed Haqqani, a distinguished Sufi scholar regarded among the early exponents of the Qadiriyya order in the Indo-Pak subcontinent. Emerging from a renowned lineage with deep-rooted spiritual and socio-political influence, he maintained close familial and intellectual associations with leading Sufi figures of his time, including Bahauddin Zakariya Multani. His spiritual genealogy traces directly to Shaykh Abdul Qadir Jilani, while his scholarly and mystical engagements connected him with eminent contemporaries such as Baba Farid and Syed Jalaluddin Bukhari.

Makhdoom Abdul Rasheed Haqqani played a pivotal role in the institutionalization and dissemination of the Qadiri Sufi tradition in

Multan and its surrounding regions. His contributions encompass religious, spiritual, socio-economic, and socio-political domains, reflecting a comprehensive model of Sufi engagement with society. Widely acknowledged by his contemporaries as a figure of exceptional spiritual rank, his intellectual and spiritual legacy remains insufficiently explored in modern scholarship.This study seeks to address this gap by offering a systematic and research-based analysis of his life, teachings, and services, thereby contributing to a deeper understanding of Sufi traditions in South Asia and reaffirming his significant yet underrepresented place in the historical and spiritual landscape.

**Keywords:** Sufism, Qadiriyya Order, Makhdoom Abdul Rasheed Haqqani, Multan, Spiritual Heritage, South Asian Islam

## تمہید

حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی خطہ پاک و ہند میں قادریہ سلسلہ کے زبردست صوفی بزرگ ہیں کہ جن کا خانوادۂ کئی نسلوں سے دینی وروحانی خدمات کی وجہ سے شہرت کی منازل طے کر چکا ہے۔ آپ کے دادا حضرت شیخ ابو بکر کمال الدین علی شاہ قادری (م 571ھ) براہ راست حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (م 561ھ) سے فیض یاب تھے۔ آپ کے والد حضرت شیخ وحید الدین احمد غوث (م 589ھ) اور چچا حضرت شیخ وجیہہ الدین محمد غوث (م 577ھ) اپنی روحانی شہرت کی وجہ سے اپنے دور کے کاملین میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی (م 669ھ) کی والدہ حضرت سیدہ جنت (م 598ھ) حضرت شیخ سید شرف الدین عیسیٰ ابن حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (م 573ھ) کی صاحبزادی ہیں۔ آپ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا (م 666ھ) کے عم زاد، خالہ زاد، سالہ اور بہنوئی ہیں۔ معاصر صوفیاء میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر (م 664ھ) اور حضرت سید جلال الدین بخاری (م 696ھ) آپ کے ان قریبی دوستوں مین سے ہیں کہ جنہوں نے آپ کے ملفوظات بھی تحریر کیے۔ آپ کو حضرت شیخ نصیر الدین بلخی (م 596ھ)، حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ (م 619ھ)، حضرت شیخ قطب الدین بختیار کاکی (م 635ھ)، حضرت شیخ احد الدین کرمانی (م 635ھ)، حضرت شیخ شمس الدین تبریزی (م 645ھ)، حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی (م 654ھ) اور حضرت شیخ کمال الدین عیسیٰ یمنی (م 629ھ) جیسے جلیل القدر صوفیاء کی صحبت سے فیض یاب ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ آپ کے معاصر صوفیاء میں حضرت نجیب الدین متوکل (م 671ھ) حضرت شیخ شاہ شمس سبزواری (م 675ھ)، حضرت شیخ حمید الدین (م 637ھ)، حضرت میر حسینی (م 729ھ)، حضرت فخر الدین عراقی (م 688ھ)، حضرت لعل شہباز قلندر (م 672ھ) آپ کے حد درجہ معتقد تھے۔ آپ کے چھ بھائی حضرت شیخ عبدالرحمن (م 653ھ)، حضرت شیخ طاہر عرف بگا شیر (م 648ھ)، حضرت شیخ سعید الدین سادھن (م 682ھ)، حضرت شیخ موسیٰ نواب (م 661ھ)،

حضرت شیخ دادل دریا(م677ھ)اور حضرت ٹلاں فقیر قادری (م682ھ) تھے جو کہ اپنے دور کے کامل اولیاء میں شمار ہوتے ہیں۔ حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی(م669ھ) کے چار فرزند حضرت مخدوم ابو بکر قادری (م659ھ)، حضرت مخدوم محمد قادری (م 679ھ)، حضرت نواب صدر الدین قتال سہر وردی (م766ھ) اور حضرت مخدوم حسن سہر وردی (م699ھ) تھے جو کہ معاصر صوفیاء میں بلند درجہ مقام روحانیت رکھتے تھے۔ آپ ہمدان میں حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی(م561ھ) کے خلیفہ خاص حضرت سید علی بن خواجہ یوسف ہمدانی(م623ھ) کے خلیفہ خاص ہیں۔خطہ جنوبی پنجاب کے زبردست جلالی بزرگ قطب الاقطاب سلطان ایوب قتال (م 766ھ) حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (م 669ھ) کے فیض یافتہ پوتے ہیں۔ آپ نے اپنے مرشد کے حکم سے اپنی تمام اولاد کو اپنی خلافت عطا کی جس کے اثرات مریدین کی کثرت کی صورت میں سامنے آئے اور آج بھی آپ کا عرس ایک ماہ جاری رہتا ہے۔

حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی نے کوٹ کروڑ میں بارہ سال، ملتان میں بارہ سال، جائے وصال مخدوم رشید میں 55 سال مدرسہ سے وابستہ ہو کر دینی علوم کی ترویج کی اور اسفار کے ذریعے اپنی دینی خدمات کو دوام بخشا، روحانی لحاظ سے ملتان میں بارہ سال قیام کر کے روحانی علوم کی ترویج کی۔ سفر حج سے واپسی پر ہمدان میں طبقہ کثیر کی روحانی اصلاح کی۔ عمر کے آخری 55 سال خانقاہ مخدوم کے ذریعے روحانی علوم عام کیے، معاشرتی لحاظ سے دیہی پسماندہ اور جاہل طبقہ کی اصلاح کا ذمہ اٹھایا، معاشی طور پر زراعت کو اپنا کر متوسلین کو رزق حلال کی ترغیب دی اور لوگوں کو اپنی جاگیریں بانٹ کر کاشت کاری پر لگایا، کوٹ کروڑ کی ریاست کی ذمہ داری لے کر سیاسی خدمات کو اکٹھا کیا۔ مسلم حکومت کے قیام میں کلیدی کردار ادا کیا اور مسلم حکمرانوں پر اپنے روحانی اثرات مرتب کیے۔

## حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی:

حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (م669ھ) برصغیر میں سلسلہ قادریہ کے بانی اور زبردست صوفی بزرگ اپنی انفرادی فکر کی بدولت دنیائے تصوف میں قابل قدر نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ معاصر صوفیاء میں آپ کو بے شمار خوبیوں کی وجہ سے ممتاز مقام حاصل ہے۔ آپ کے پوتے اور خلیفہ خاص حضرت سلطان ایوب قتال(م766ھ)[1]، اپنے دادا حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی(م669ھ)کا ذکر جن القابات سے کرتے ہیں شرف الدین اسے جامع الکرامات میں یوں کرتے ہیں۔[2]

''آن سلطان الملت مصطفوی و آن برہان الخلعتِ دین نبوی و آن زبدہ سلک نبوت وآن نقادہ دو دمان فتوت وآن متمکن عنوان ہدایت وآن متوکل نشان ولایت وآن پیشو ای یقین وآن مقتد الی راہ دین وآن گرہ کشائی پردہ وحدت وآن راہنمائی طریق معرفت وآن آفتابِ آسمان کرم وآن بحر مواج علم وحلم وآن لجہ حیاو صفا و آن

معدن جود و وفا وآن شمس افلاکِ
معرفت وآن قمر اوراق مکرمت وآن
برگزیدہ صاحب اصحاب فتوت والجود
وآن زبدہ اولیای معبود وآن بدر
عارفان ہدایت وآن کامل بارگاہ
عنایت وآن خلیفہ الٰہی وآن داعی لا
متناعی وآن سلطان شریقت وآن برہان
طریقتہ وآن صادق ورع وآن عالم شرع
وآن قدوہ الواصلین وآن عمدۃ
الکاملین وآن مرشد الطالبین وآن
شیخ المشایخین حضرت مخدوم
عبدالرشید حقانی الکبیر المنیر قدس
اللہ سرۃ العزیز۔ ۱۱[3]

آپ کے شجرہ نسب کے بارے میں محققین اور مؤرخین میں اختلاف ہے۔ خلاصۃ العارفین نامی قلمی نسخہ جو کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، حضرت سید جلال الدین بخاری اور حضرت مخدوم سلطان ایوب قتال کے ملفوظات پر مشتمل ہے جو کہ جلال الدین محمود نے مرتب کیا ہے اور اس میں حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی (م669ھ) کے حالات زندگی ہیں۔ اس کے آخر پر مؤلف نے آپ کی شان و عظمت پر کئی اشعار نقل کیے ہیں ان میں ایک شعر میں شجرہ نسب سے متعلق لکھتے ہیں:

اسدی الہاشمی القریشی ولی القوق تا فرشی
عظیم الملک سلطانی مخدوم رشیدالدین حقانی [4]

شیخ حسن بخش سجادہ نشین غوث بہاء الدین ملتانی اپنی کتاب انوار غوثیہ میں آپ کے خاندان پر قدیم مخطوطات کو سامنے رکھ کر بحث کرنے کے بعد رکھتے ہیں۔

"ثابت ہے کہ یہ خاندان قریشی ہاشمی ہے۔"[5]

مولوی محمد شفیع اپنے مقالہ "الشیخ الکبیر حضرت بہاءالدین زکریا" میں آپ کے حسب نسب پر تحقیق کرتے ہوئے آپ کے خاندان کو ہاشمی ثابت کیا ان کے الفاظ ہیں۔

"یہ خاندان ہاشمی ہے اور ان کا نسب مہیار بن اسد بن ہاشم سے چلتا ہے۔"[6]

حمید الدین ہاشمی نے بھی اپنی کتاب احوال و اثار بہاء الدین زکریا میں لکھا ہے:

"اس خاندان کے ہاشمی ہونے پر کلام نہیں غوث بہاء الدین زکریا (اور مخدوم عبدالرشید حقانی) کا خاندان لاریب ہاشمی ہے۔"[7]

اس طرح آپ کا شجرہ نسب مؤرخین نے یوں نقل کیا ہے:

"مخدوم عبد الرشید حقانی بن حضرت شیخ احمد غوث بن حضرت شیخ ابو بکر کمال الدین علی شہابن حضرت سلطان جلال الدین بن حضرت سلطان علی قاضی بن حضرت سلطان شمس الدین محمد کروڑی بن حضرت شیخ سلطان حسین بن حضرت شیخ عبد اللہ بن حضرت شیخ سلطان حسین بن سلطان مطرف بن سلطان خزیمہ بن سلطان حازم بن امیر تاج الدین بن عبد الرحیم بن عبد الرحمٰن بن مہیار بن اسد بن ہاشم۔"[8]

حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (م 669ھ) کے والد محترم حضرت شیخ وحید الدین احمد غوث (م 589ھ) اپنے دور کے نامور عالم، زاہد، عابد اور صوفی بزرگ تھے۔ آپ کی پیدائش 509ھ میں ہوئی اور وفات 589ھ ہوئی آپ روحانیت میں سلسلہ قادریہ سے منسلک تھے اور یہی روحانیت اپنی اولاد میں بھی منتقل کی۔ آپ نے وراثت میں ملی کوٹ کروڑ کی سلطنت کے انتظامات کو بھی خوب سنبھالا۔ جامع الکرامات میں شرف الدین نقل کرتے ہیں۔

"کوٹ کروڑ میں سلطان احمد کے نام سے سکہ جاری تھا آپ نے انتظام سلطنت کمال درجہ عدل اور حکمت سے چلایا۔"[9]

حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (م 669ھ) کی والدہ محترمہ جنت بی بی بنت شیخ شرف الدین عیسیٰ جیلانی بن حضرت شیخ عبد القادر جیلانی تھیں۔ جامع الکرامات میں شرف الدین اس حوالہ سے نقل کرتے ہیں:

"جنت بی بی بنت شیخ عیسیٰ جیلانی کا عقد حضرت شیخ احمد غوث سے بغداد میں طے پایا۔"[10]

اس عقد سے حضرت شیخ احمد غوث کے ہاں چار فرزند اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔

۱۔ حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی
۲۔ حضرت شیخ عبد الرحمن[11]
۳۔ حضرت شیخ طاہر عرف بگاشیر[12]
۴۔ حضرت شیخ سعد الدین سادھن[13]
۵۔ رشیدہ بی بی المعروف بصراں بی بی[14]

جبکہ حضرت احمد غوث کی ایک اور بیوی سے تین فرزند پیدا ہوئے۔

۱۔ حضرت موسیٰ نواب[15]
۲۔ حضرت شیخ دادل دریا[16]
۳۔ حضرت شیخ ملاں فقیر[17]

حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (م 669ھ) کی پیدائش سے متعلق نور احمد خان فریدی لکھتے ہیں:

"حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی کی ولادت 566ھ کو تین سال گزرے تھے کہ اس خانوادے کے مطلع پر شریعت و طریقت کے ایک اور

آفتاب نے طلوع کیا یعنی حضرت شیخ احمد غوث کے مشکوے معلیٰ میں حضرت
مخدوم عبدالرشید حقانی پیدا ہوئے۔"[18]

حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی(م669ھ) کی ابتدائی تعلیم سے متعلق محمد نواز شاہ مہروی لکھتے ہیں:

"کوٹ کروڑ میں آپ نے نصیر الدین بلخی سے ابتدائی علوم حاصل کیے اس وقت
کوٹ کروڑ میں علماء کی کثیر تعداد موجود تھی جن سے فضیل رحمہ میں آپ نے
تفسیر، حدیث، اصول المعانی، منطق، فقہ اور فلسفہ کے علوم پر دسترس حاصل کر
کے کم عمری میں ہی وعظ و نصیحت اور تعلیم قرآن و تصوف میں لاثانی مرتبہ پر
پہنچ گئے۔"[19]

حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی(م669ھ) کے والد کا589ھ میں وصال ہوا تو کوٹ کروڑ کی سلطنت پر آپ تخت نشین ہوئے۔ کم عمری میں ہی اپنی سیاسی بصیرت سے کارہائے نمایاں انجام دیے۔ شرف الدین قریشی جامع الکرامات میں سلطان ایوب قتال کے ملفوظ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں۔

"اللہ کا فضل شامل حال تھا۔ کم عمری میں ہی اس قدر انصاف اور نظم و ضبط سے
کاروبار سلطنت چلایا کہ بڑے بڑے مدبر حیران رہ گئے ملکوں میں آپ کا حسن
اخلاق مشہور ہوا۔ رعایا ہنسی خوشی زندگی بسر کرنے لگی۔"[20]

589ھ سے602ھ تک آپ نے کوٹ کروڑ کی ریاست پر حکمرانی کرتے ہوئے اسلام کے بنیادی اصولوں کو سیاست میں اس طرح جگہ دی کہ اسلام کے سیاسی اصول قابل عمل حالت میں سامنے آئے۔ ساتویں صدی ہجری کے آغاز کے ساتھ ہی ملتان میں قرامطہ اپنے مذموم عقائد کو تبلیغ کالبادہ اوڑھے سادہ لوح مسلمانوں میں جگہ دے چکے تھے اور اسلام کا صحیح تشخص اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ دینی و روحانی علوم کی ترویج کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیے جانے لگا۔

شرف الدین قریشی جامع الکرامات میں نقل کرتے ہیں:

"حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی حکم الٰہی کے مطابق اپنے کمالات و برکات کے ساتھ ملتان جنت المکان تشریف لے گئے اور جہاں اس وقت حضرت شیخ بہاء الدین زکریا کا مقبرہ ہے اس جگہ پر سکونت اختیار کی۔"[21]

یہاں آپ نے اپنی کمال حکمت سے تھوڑے ہی عرصہ میں قرامطہ عقائد کا اس طرح خاتمہ کیا کہ پھر وہ تاریخ کا حصہ بن کر رہ گئے آپ نے یہاں مدرسہ تعمیر کیا اور ساتھ ہی خانقاہ کا قیام لایا اور بارہ سال تک کثیر تعداد میں طلبہ اور سالکِ حق کو دینی وروحانی علوم سے فیض یاب کیا۔614ھ میں حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتان تشریف لائے تو مال واسباب مدرسہ و خانقاء اپنے چچازاد کے سپرد کر کے مزید علوم دینی وروحانی کے حصول کے لئے حرمین شریفین کا قصد کیا۔ڈاکٹر روبینہ ترین لکھتی ہیں:

"حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی (م614ھ) ملتان سے سات خدام کے ہمراہ سفر حج اختیار کیا اور دینی و روحانی علوم کے لیے علماء ومشائخ کی صحبت اختیار کی۔"[22]

حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی (م669ھ) کا یہ سفر دس سال کے عرصہ پر محیط ہے جس مین آپ نے قریہ قریہ بے شمار صوفیاء اور مشائخ سے دست فیض حاصل کیا۔ افغانستان، ایران، عراق، شام اور پھر حجاز مقدس کے مختلف علاقوں میں موجود معاصر صوفیاء کی صحبتِ کمال سے اپنی روحانی تربیت کو اوج کمال تک پہنچادیا۔

جامع الکرامات میں ہے کہ "ملتان سے شہر ہریو"[23] تشریف لائے وہاں حضرت شیخ نصیر الدین ہروی (م639ھ)[24] سے ملاقات ہوئی۔ آپ صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے سات دن تک اپنے پاس مہمان رکھا اور پوری توجہات مرکوز کر دیں وہاں سے تبریز[25] میں حضرت شیخ میر حسینی (م718ھ)[26] کی خدمت میں پہنچے انہوں نے حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی پر خاص نگاہ فرمائی اور کمال توجہ سے روحانی منازل عطا فرمائیں تبریز میں ہی حضرت شیخ جلال الدین تبریز (م654ھ)[27] سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا خاص توجہ کی اور راہ سلوک کی منزلوں کو آپ پر آشکار کر دیا وہاں سے شیخ نجم الدین کبریٰ (م618ھ)[28] سے ملاقات کا شرف ملا تو انہوں نے حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی (م669ھ) پر خاص توجہ فرما کر روحانی علوم سے سیر اب کیا۔ چونکہ حرمین طبین پہنچنے کا کمال اشتیاق تھا دن رات منزلیں مارتے حرم کعبہ پہنچے اور (ذوالحج 616ھ بمطابق 1220ء) حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی بعدازاں مدینہ طیبہ میں سرور کائنات ﷺ کے روضہ پاک کی حاضری دی اور تین سال تک وہاں مجاوری کی۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران شیخ کمال الدین یمنی (م642ھ)[29] سے نشت و برخاست رہی۔ اسی دوران ایک رات سرور کائنات ﷺ کی زیارت کی سعادت حاصل کی فرمایا اے عبدالرشید تمہیں جو بھی ملے گا سید علی ہمدانی (م623ھ) سے ملے گا چنانچہ حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی سکندریہ کے راستے سے ہوتے ہوئے ہمدان[30] میں حضرت سید علی ہمدانی (م623ھ) کے حضور 620ھ بمطابق پہنچے۔"[31]

حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی کا شجرہ مندرجہ ذیل ہے۔[32]

- ❖ حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی (م669ھ بمطابق 1271ء ملتان) مرید
- ❖ حضرت سید علی ہمدانی (م623ھ بمطابق 1226ء ہمدان) مرید
- ❖ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (م561ھ بمطابق 1166ء بغداد) مرید
- ❖ حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی (م513ھ بمطابق 1119ء بغداد) مرید
- ❖ حضرت شیخ ابوالحسن ہنکاری (م486ھ بمطابق 1093ء بغداد) مرید
- ❖ حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی (م447ھ بمطابق 1055ء طرطوس) مرید
- ❖ حضرت شیخ عبدالواحد تمیمی (م425ھ بمطابق 1034ء بغداد) مرید
- ❖ حضرت شیخ ابو بکر شبلی (م334ھ بمطابق 946ء بغداد) مرید
- ❖ حضرت شیخ جنید بغدادی (م297ھ بمطابق 910ء بغداد) مرید
- ❖ حضرت شیخ سری سقطی (م253ھ بمطابق 827ء بغداد) مرید
- ❖ حضرت شیخ معروف کرخی (م200ھ بمطابق 815ء بغداد) مرید
- ❖ حضرت امام علی رضا (م203ھ بمطابق 818ء مشہد) مرید
- ❖ حضرت امام موسیٰ کاظم (م182ھ بمطابق 797ء بغداد) مرید
- ❖ حضرت امام جعفر صادق (م148ھ بمطابق 765ء مدینہ منورہ) مرید
- ❖ حضرت امام محمد باقر (م114ھ بمطابق 733ء مدینہ منورہ) مرید
- ❖ حضرت امام زین العابدین (م94ھ بمطابق 725ء مدینہ منورہ)
- ❖ حضرت امام حسین (م61ھ بمطابق 692ء کربلا) مرید
- ❖ حضرت علی المرتضیٰ (م40ھ بمطابق 661ء نجف) مرید
- ❖ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ (11ھ بمطابق 632ء مدینہ منورہ)

جامع الکرامات میں شرف الدین قریشی نقل کرتے ہیں کہ "مرشد کریم حضرت سید علی ہمدانی سے اجازت لے کر جب حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی ملتان کی طرف چلے تو راستے میں واردات الٰہی اور فتوحات غیبی پر مشتمل بہت سے حالات ظہور ہوئے۔ عشق الٰہی کی آگ نے جسم اور ہوش کو جلا ڈالا تھا اسی اثنا میں موحد حقیقی حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی (م669ھ) ایک غار[33] میں داخل ہوئے عالم استغراق میں چشم حیرت سے ٹکٹکی باندھے آسمان کی طرف تکتے رہے چھ ماہ تک کھانے پینے اور دیگر ضروریات کی ضرورت محسوس نہ کی اور یہی حالت قائم رہی۔ خدام میں حضرت شیخ عبداللہ ملتان روانہ ہوئے اور حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی (م666ھ) کو ساری صورت سے آگاہ کیا۔ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی (م666ھ) نے مخدوم العالم کے والد (سلطان ایوب قتال م766ھ) کے والد اور مخدوم عبدالرشید حقانی (م669ھ) کے بڑے فرزند مخدوم ابو بکر (م659ھ) کی معیت میں خدام بھیجے، ان کے پہنچتے ہی حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی (م669ھ) پر عالم استغراق سے عالم ہوش میں آ گئے اور ملتان کی طرف روانہ ہوئے۔"[34]

حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (م 669ھ) نے 624ھ سے لیکر وصال 669ھ تک تقریباً 45 سال کا عرصہ "رواہا" نامی جس جگہ قیام کیا وہ نواح ملتان میں دہلی ملتان روڈ پر جنگل نما علاقے پر مشتمل تھی اور ان لوگوں کی چھوٹی چھوٹی آبادیوں پر مشتمل تھی جو کہ اسلام کے زریں اصول واخلاق سے تو بے بہرہ تھے ہی بلکہ وہ مذہبی قید وبند سے آزاد رزائل اخلاق کو اپنائے معاشرہ کی بگڑی ہوئی صورت کا مجسمہ تھے۔ لوٹ مار ان کا ذریعہ معاش تھا جس کی لاٹھی اس کی بھینس انکا انصاف تھا۔ شاید یہی وجہ تھی کہ مرشدِ کامل حضرت سید علی ہمدانی (م 623ھ) نے اس جگہ کا اشارہ دے کر آپ کو عظیم مقصد کے حصول کے لئے منتخب کیا کہ جو کہ نہ صرف سلسلہ قادریہ کے صوفیاء میں بلکہ دیگر مکاتب کے صوفیاء میں بھی آپ کو منفرد کرنے میں معاون ثابت ہوا۔ آپ نے مدرسہ حقانیہ اور خانقاہ مخدومیہ کا قیام عمل میں لاکر بیسویں میل تک پھیلے اس علاقے کی دینی و روحانی تربیت کا انتظام کیا۔

اس سلسلے میں مختلف اسفار بھی کیے۔ تمام مکاتب فکر کے ساتھ روابط قائم کیے اور انہیں دینی وروحانی تربیت کا ماحول عطا کر کے مقام ولایت تک پہنچادیا۔ اپنی زندگی میں ہی اپنی اولاد کو اس مقصد کے لئے تیار کر کے مختلف علاقوں کی ذمہ داریاں عطا کیں اور خود آخری عمر کے کئی سال رب ذوالجلال کے حضور عبادت میں ریاضت میں اس قدر محو ہوئے کہ اکثر کیفیت استغراق کا غلبہ رہا۔ البتہ مقصد اول جو کہ صوفیاء کا طرہ امتیاز رہا یعنی دین اسلام کی اشاعت اور روحانی تربیت کے ذریعے اپنی سلسلہ کا فروغ، آپ نے بھی اسی فکر کو غالب رکھتے ہوئے نصف صدی کے لگ بھگ زندگی کے اس حصے میں دنیاوی معاملات کی مصلحتوں کو خوب بھانپا اور مختلف قبائل کے ساتھ مراسم پیدا کر کے اسلام کی راہ ہموار کی۔ اس دوران آپ نے مڑل، کھچی اور دیگر قبائل کے ساتھ روابط مضبوط کرتے ہوئے ان کو اپنے ساتھ رشتوں سے منسلک کر کے عزت دی۔

بادشاہان وقت بھی آپ کی حکمت بھی نظر سے دور نہ رہے ان پر صوفیانہ اثرات ڈالے اور ان سے بہترین مثبت تعلقات استوار کی۔ خاص طور پر سلطان ناصر الدین محمود (عرصہ اقتدار 644ھ تا664ھ) کو اس قدر اپنی روحانی فکر کا گرویدہ کیا کہ وہ عقیدت مند ہو آپ سے اپنی نیک صالحہ بیٹی معظمہ کا نکاح آپ سے کر دیا اور زندگی آپ کے روحانی اسلوب کے مطابق گزارتا چلا گیا۔

حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (م 669ھ) نے اسی عبادت وریاضت کو ہمیشہ اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا اور ہمہ تن گوش اس خالق حقیقی کی محبت میں گرفتار عالمِ استغراق کی کیفیت میں مبتلا رہنے لگے۔ آپ کے زندگی کے آخری سال انہیں معمولات میں گزرے کہ دنیاوی معاملات سے کنارہ کش ہوگئے جامع الکرامات میں شرف الدین نقل کرتے ہیں۔

> "آپ اکثر وبیشتر عالم استغراق میں رہتے کئی کئی ماہ تک کھانا نہ کھاتے اور عالم محویت میں عشق الٰہی کے جلوؤں میں مست رہتے اگر کوئی ملنے آتا تو عالم ہوش میں آتے۔ آپ کی خدمت میں آپ کے پوتے حضرت سلطان ایوب قتّال (م 766ھ) ہمہ تن تیار رہتے اور وضو کا پانی مہیا کرتے۔"[35]

فرائض کی ادائیگی کے علاوہ ہر وقت محو عبادت کیفیت آپ کے وصال کے وقت تک بڑھتی چلی گئی اور دنیا سے الگ تھلگ ہوتے گئے۔ آپ کے وصال کے واقعے کو حضرت سلطان ایوب قتّال کے ملفوظ کے حوالے سے جامع الکرامات میں یوں نقل کیا گیا ہے۔

"حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (م669ھ) محو عبادت تھے اور سلطان ایوب قتال (م766ھ) آپ کے حجرے کے باہر خدمت کے لئے تیار تھے اسی اثنا میں حجرے کے دروازے پر ایک سبز پوش بزرگ تشریف لائے اور پوچھا کہ مخدوم عبد الرشید حقانی (م669ھ) کہاں ہیں۔ سلطان ایوب قتال نے عرض کی کہ حجرہ کے اندر محو عبادت ہیں۔ اس بزرگ نے گلاب کا پھول دیا اور فرمایا کہ یہ آپ تک پہنچا دو۔ حضرت مخدوم نے وہ پھول لیا اور دو رکعت نفل ادا فرمائی پھر پھول کو سونگھا سر سجدہ میں رکھ دیا اور آپ کی روح قصہ عنصری سے پرواز کر گئی۔"[36]

"باالاتفاق مؤرخین آپ نے 669ھ میں وصال فرمایا۔"[37]

جبکہ بعض نے 5 ذوالحج بروز جمعرات 669ھ بھی بتایا چونکہ آپ کے عقیدت مندوں میں بڑی اکثریت ہندوؤں کی بھی تھی شاید اسی وجہ سے وقت کے ساتھ ساتھ اسلامی تاریخ کو پس پردہ کر کے ہندی تقویم کے مطابق ماہ پاڑ میں آپ کا عرس منانے رواج دیا۔ اس کی ایک وجہ آپ سے منسوب کنواں آبِ شفاء تھا جو کہ ہندی ماہ ہاڑ مکمل ماہ کُھلا رہتا اور اس سے پانی آتا دیگر ماہ میں اس کا پانی آنا بند ہو جاتا۔ وہ کنواں چشمہ آبِ شفاء کے نام سے آج آپ کا فیضان جاری رکھے ہوئے ہے۔ آج بھی آپ کا عرس اسلامی تاریخ کی بجائے ہندی ماہ پاڑ پورا ماہ جاری رہتا ہے اور دنیا کے طول و عرض سے آپ کے عقیدت مندوں کا تانتا بنا رہتا ہے۔ آپ کو آپ کے حجرہ کے اندر دفن کیا گیا جہاں آپ عبادت میں محو رہتے تھے۔ آپ کے مزار کو برطانوی دورِ حکومت (1957ء تا 1947ء) میں آپ کے عقیدت مند سردار بہادر خان دریشک (تحصیلدار ڈیرہ غازی خان) نے منفرد انداز سے تعمیر کرایا۔ سفید گنبد کے ساتھ ہلکی سبز و نیلی ٹائل کا استعمال کیا گیا اور تمام مزدور اور تعمیر کرنے والے مستری حفاظ کرام تلاش کیے جنہوں نے دورانِ تلاوت اس کی تعمیر کی۔ مزار کی تعمیر میں نصف صدی کا وقت لگا اور تیرہویں صدی کے اختتام پر مکمل ہوا۔ اس کے ساتھ پانچ گنبد والی خوبصورت مسجد بعد میں تعمیر کی گئی کہ جو فن تعمیر کا عظیم شاہکار ہے۔

## حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی: خدمات

حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی بیس سال کی عمر میں 589ھ کوٹ کروڑ کی ولایت پر تخت نشین ہوئے تو اپنی کمال درجہ حکمت سے حکومتی انتظامات میں مثبت تبدیلیاں لائے۔ آپ نے حکومتی پالیسی کی بنیاد عدل پر رکھی۔ انتظامی معاملات میں قرآن و سنت کے بنیادی احکام عملی طور پر سامنے لانے میں کامیاب ہوئے۔ افراط غرباء کی آمدن کے زرائع بڑھا کر ان کے معیار زندگی کو بلند کیا۔ امراء اور جاگیر دار پر ٹیکس لگائے اور قومی آمدنی میں بے حد اضافہ کیا معذور لوگوں کیلئے وظائف مقرر کیے افراط زر اور تفریط زر میں توازن پیدا کر کے قیمتوں کو استحکام بخشا۔ جامع الکرامات میں شرف الدین قریشی نقل کرتے ہیں کہ "اللہ کا فضل اس قدر شامل حال تھا کہ کم عمری میں ہی اپنے والد سے دس گنا زیادہ ترقی نظر آئی۔"[38]

بشیر حسین ہاشمی لکھتے ہیں کہ "بہترین خارجہ پالیسی کے زریعے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دے کہ بڑے بڑے مدبر حیران رہ گئے۔"[39] جامع الکرامات میں ہے کہ "اردگرد کی ریاستوں سے بہترین تعلقات استوار کیے آپ کے حسن اخلاق اور حسن انتظام سے دیگر ریاستوں کے حکمران بھی عش عش کر اٹھے یہی وجہ ہے کہ آپ کی تخت نشینی کے دوران ملک ہند کی مختلف ریاستوں، بلخ، نجارا اور غزنی تک کے حکمرانوں نے خراج تحسین پیش کرتے ہوئے تحائف اور خلعتیں عطا کیں۔"[40]

شرف الدین قریشی جامع الکرامات میں نقل کرتے ہیں کہ "ریاست کا ہر ایک فرد ان کے حسن اخلاق اور حسن انتظام سے خوش وخرم نظر آتا۔ ملکی آمدن دوچند سے سہہ چند ہوگئی معاملات حکومت میں اسلام کے بنیادی اصول پروان چڑھتے نظر آنے لگے۔"[41]

حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی 602ھ تک تقریباً بارہ سال کوٹ کروڑ کی سلطنت پر حکمران رہے اور اس عرصے میں انتظام مملکت میں اسلامی اصولوں کو عملی جامہ پہنا کر اس انداز سے پیش کیا کہ آج تک کے حکمرانوں کیلئے آپ کی یہ دینی خدمات مشعل راہ ہے۔

حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی 602ھ میں ملتان بمع اہل وعیال تشریف لائے اور جہاں آج کل حضرت بہاءالدین زکریا کا مزار ہے اس جگہ پر قیام گاہیں تعمیر کیں اور ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی یہی مدرسہ حضرت بہاءالدین زکریا کی ملتان آمد 615ھ کے بعد مدرسہ بہائیہ اور خانقاہ غوثیہ کے نام سے معروف ہوا حضرت بہاء الدین زکریانے اس مدرسہ کو فعال اور مربوط بنانے میں اگرچہ بہت اہم کردار ادا کیا مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس مدرسہ کی بنیاد 602ھ میں حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی نے رکھی۔

جامع الکرامات میں نقل ہے کہ "آپ نے علم وفضل، حسن وکردار اور کشف وکرامات کے زریعے بہت جلد اکابرین ملتان کو اپنی طرف متوجہ کرلیا تھا۔ خاص وعام آپ پر جان نثار کرنے کو تیار نظر آنے لگے۔ آپ درس قرآن وحدیث اور فہم قرآن میں لاثانی درجہ رکھتے تھوڑے ہی عرصے میں مخلوق کی ایک بڑی تعداد آپ کے علوم وارشاد سے مستفید ہوئی اس مدرسے سے ستر آدمی علوم شرعی اور علوم باطنی پر مکمل دسترس حاصل کرکے کامل اور فاضل کا درجہ پاگئے۔" [42]

علامہ ابو الخیر اسدی لکھتے ہیں "اس مدرسے میں علوم شرعی کی تدریس کے انتظام کے ساتھ ساتھ باطنی علوم کی تدریس وتربیت کا بھی مربوط انتظام تھا آپ اس دور کے شیخ وقت اور عالم ربانی کے مقام پر فائز تھے ملتان آمد کے ساتھ ہی آپ کے کشف وکرامات کا دور دور تک شہرہ ہوچکا تھا طبعیت میں باطنی علوم کا غلبہ تھا تربیت راہ سلوک کا خاص فہم والد احمد غوث اور چچا وجیہہ الدین محمد غوث کی طرف سے طالب فیض ہونے پر حاصل تھا۔"[43]

جامع الکرامات میں ہے کہ "مدرسہ سے منسلک چالیس سے پچاس آدمی آپ کی نظر کیمیا اور تربیت کی بدولت ولی کامل بن گئے۔"[44] حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی نے ملتان میں شرعی وباطنی علوم سے مزین مدرسہ کی بنیاد رکھ کر دین اسلام کے فروغ کیلئے نمایاں خدمات سرانجام دیں یہ آپ کی اس دینی وروحانی خدمت کی قبولیت اوراخلاص کا ثمر ہی تھا کہ یہ مدرسہ وقت کے ساتھ ساتھ ایک دور میں برصغیر کی سب سے بڑی دینی وروحانی درس گاہ بن گیا۔

جامع الکرامات میں شرف الدین قریشی نقل کرتے ہیں کہ "حضرت سید علی ہمدانی کی خدمت میں جب 621ھ میں حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی مرشد کی کمال درجہ شفقت اور خصوصی تربیت کی بدولت اعلیٰ روحانی مقام کے حامل بنے او رمرشد کے ساتھ سال بھر حجرہ میں قیام کے بعد باہر تشریف لائے تو فرش تا عرش سب نظر آتا تھا عشق الہیٰ کی آگ تن بدن میں پھیلتی جاتی تھی مقام قرب حاصل تھا۔ نظر کیمیا کا یہ حال تھا کہ جس طرف نظر اٹھاتے گنہگار سے گنہگار درجہ ولدیت پر فائز ہو تا دل کی دنیا بدل جاتی۔ حضرت سید علی ہمدانی کے مریدین روز نگاہ کیمیا کے طلبگاروں کا ایک بڑا ہجوم ایک عرصے سے حاضر تھا۔ حضرت سید علی ہمدانی مخدوم عبدالرشید حقانی کے ساتھ باہر تشریف لائے اور فرمایا یہ فقیر مخدوم عبدالرشید حقانی ہماری

راہنمائی کا محتاج نہیں رہا تم سب جس فیض کے متمنی ہو وہ اس فقیر کی ایک نظر کیمیا میں ہے ۔[45] تمام مریدین حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ہر ایک راہ سلوک کے مسافر پر کمال درجہ شفقت کی نظر کیمیا سے درجہ ولایت پر فائز کیا روحانی تربیت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور ہمدان میں ایک طبقہ کثیر آپ کی روحانی خدمات کی بدولت سلوک کی اعلیٰ منزلیں طے کر گئے ۔"[46]

حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی کی ایک بڑی دینی خدمت تمام مال ومتاع اور نقد و جنس کو راہ خدا غریبوں میں تقسیم کرنا ہے۔ حضرت سید علی ہمدانی نے وقت رخصت حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی کو وصیت فرمائی کہ اپنا تمام مال کثیر جائیداد، زمینیں، اوراجناس و نقد سب راہ خدا غریبوں میں تقسیم کر دینا۔ چنانچہ جب آپ 624ھ میں ملتان آئے تو نور احمد فریدی لکھتے ہیں کہ "حضرت بہاءالدین زکریا نے خزانوں کے دروازے کھول دیے اور بزرگوں سے جو ترکہ چلا آرہا تھا سب حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی کے آگے رکھ دیا۔ حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی نے حضرت بہاءالدین زکریا سے عرض کی کہ میں تو تمام مال ومتاع راہ خدا غریبوں میں تقسیم کرنے کا خواہشمند ہوں چنانچہ تمام جاگیریں اور خزانے تقسیم کرنے پر اتفاق ہوا اراضی[47] بہت پھیلی ہوئی تھی دریائے راوی اس کو برابر تقسیم کرتا قرعہ ڈالا تو مشرقی سمت حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی کے حصے میں آئی ۔"[48] جامع الکرامات میں ہے کہ " اس کے ساتھ تین کروڑ اشرفیاں نقد اجناس اور جانور علیحدہ تھے۔"[49] نور احمد فریدی لکھتے ہیں کہ "حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی نے سب اثاثہ بانٹنا شروع کر دیا تمام غریبوں تک زمین کی تقسیم کی اور انہیں مکمل مالکانہ حقوق عطا کیے سب مال واسباب راہ خدا غریبوں اور فقیروں میں تقسیم کر دیا۔ دور دور تک آپ کی فیاضی اور سخاوت کی دھوم مچ گئی چند ایام میں تمام مال و دولت اراضی نقد و جنس سب راہ خدا غریبوں میں تقسیم کر کے اپنی دینی خدمات کو عروج بخش دیا۔"[50]

حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی نے اپنا سارا مال واسباب راہ خدا غریبوں اور ناداروں میں تقسیم کر کے معاشرے میں اعلیٰ اسلامی اقدار جیسے مخلوق خدا سے محبت، سخاوت، ایثار، دولت کی منصفانہ تقسیم کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا آپ کی یہ دینی خدمت آپ کی زندگی کا ایک حسین باب ہے جس نے آپ کو دیگر صوفیاء سے ممتاز کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

جامع الکرامات میں نقل ہے کہ "حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی نے 625ھ کے قریب ملتان سے دس کوس مشرق سمت تاج الدین مڑل از ابو الفتح مڑل سے ایک قطعہ اراضی خرید کر کے یہاں اپنے متوسلین مریدین اور اولاد کیلئے رزق حلال کے بہترین حصول کے زریعہ کے طور پر کاشت کاری کیلئے زمین وقف کی۔ اس زمین کی بہترین آبپاری کیلئے راوی سے ایک پختہ نہر آل اراضی کی آبپاری کیلئے تعمیر کرائی۔ جس سے دوسرے کاشت کاروں کی اراضی بھی سیراب ہوتی کاشت کاروں کو دسواں حصہ حق مالکانہ مقرر کر دیا مگر آپ مخلوق خدا سے اس قدر محبت اور نرمی سے پیش آتے کہ بعض کی مالی حالت دیکھ کر بیسواں اور بعض سے چالیسواں اور بعض سے کچھ بھی نہ لیتے۔"[51] مزید آگے نقل ہے کہ "آپ نے اس خطے میں بیابان زمین کو آباد کر کے لوگوں کیلئے زرائع روزگار کا بندوبست کیا اور اپنے متوسلین میں ہر ایک کو زمین کا ایک حصہ دے کر آزادانہ کاشتکاری کا حق دیا۔"[52]

پھر شہری ماحول سے ہٹ کر دیہات کے پسماندہ علاقے میں قیام کر کے یہاں مدرسہ قائم کیا جس میں علوم شرعی کا معقول انتظام تھا۔ دیہات کے لوگوں میں تعلیمی پسماندگی ہر دور میں پائی جاتی رہی ۔ آپ نے یہاں دینی وروحانی علوم سے بھر

پور مدرسہ قائم کرکے دیہی علاقوں کے لوگوں کو دینی وروحانی علوم کادرس دیا۔ لوگوں میں دین اسلام کا فہم عام کیا۔ غیر مسلموں کو اسلام کا پیغام تابندہ صورت میں پیش کیا۔

نور احمد خان فریدی لکھتے ہیں " یہاں میں قیام کے دوران یہاں جاہل اور گمراہ بھی آتے تو اسلام کی دولت سے مالامال ہو کر جاتے آپ کی نظر کیمیا سے ان کی زندگیاں سنور گئیں۔"[53] احمد ضمیر ہاشمی لکھتے ہیں " دین اسلام کی اس قدر خدمت کی کہ زندگی کے آخری سالوں میں جب ضعف حد سے بڑھا اور آنکھوں کے پپوٹے آنکھوں تک لٹک گئے تو بھی ہاتھوں سے ان کو اوپر اٹھا کر درس قرآن وحدیث باقاعدگی سے دیتے رہے۔"[54]

علامہ ابو الخیر اسدی لکھتے ہیں کہ " تادم حیات اس مدرسہ سے وابستہ ہے مدرسہ حقانیہ دینی وروحانی علوم کا جامع تھا بے حد شمار تشنگان علم آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور آپ فیضان کرم اور جھولیاں بھر کر جاتے۔"[55]

محمد نواز شاہ مہروی لکھتے ہیں کہ " اس مدرسہ حقانیہ میں سینکڑوں طلباء آپ کے فیضان سے فیض یاب ہوئے۔ آپ کے اس مدرسہ میں بیک وقت علوم شرعی اور روحانی کا درس دیا جاتا تادم حیات اس فریضہ دینی سے وابستہ رہے۔"[56]

شیخ اکرام الحق ارض ملتان میں تحریر کرتے ہیں کہ " آپ کے ہاں لنگر کا وسیع انتظام ہو تا کاشت کردہ زمین سے آمدن ہوتی وہ مدرسہ کے انتظامات اور لنگر میں صرف ہوتی۔ لنگر میں امیر غریب مسافروں سب کیلئے انتظام ہوتا۔ حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی کا معمول تھا کہ جب تک لنگر خانے میں کوئی آتا تو اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے اور جب کوئی نہ ہوتا تو خود بھی تناول نہ فرماتے۔"[57]

اولاد علی گیلانی لکھتے ہیں کہ " حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی نے ماڑی شید پور (مخدوم رشید) میں قیام کے دوران پانی کی اضافی ضروریات کے پیش نظر فلاح عامہ کیلئے ایک کنواں کھدوایا۔ بعض روایات میں آیا کہ اس میں شفاء کی پڑیاں ڈال دیں تاکہ عوام الناس جملہ بیماریوں سے شفا پاسکے۔"[58] اور اکبر ہاشمی لکھتے ہیں کہ " بعض روایات میں آیا کہ آپ نے اس کنویں پر کھڑے ہو کر دعا کی کہ اے اللہ جو کوئی اس کنویں کا پانی پی لے اس سے جسمانی وروحانی بیماریاں دور کردے۔ چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوئی اور اس وقت سے آج تک اس کنویں کا پانی لوگوں کیلئے برابر شفاء ثابت ہو رہا ہے۔"[59] شیخ اکرام الحق ارض ملتان میں لکھتے ہیں " بہر حال آپ کی خدمات میں یہ آب شفاء کا کنواں ایک مسلمہ حیثیت رکھتا ہے اس کا پانی جملہ امراض کی شفاء ہے۔"[60]

**حوالاجات**

[1]- آپ کا مزار دنیاپور ضلع لودھراں میں مرجع الخلائق ہے حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی (م669ھ) کے بڑے فرزند حضرت مخدوم ابو بکر حقانی کے فرزند اکبر ہیں عرس ماہ چیت میں ایک ماہ تک جاری رہتا ہے۔

[2]- قریشی، شرف الدین، جامع الکرامات، (فارسی متنی تحقیق: رانا محمد سرور)، مجید بک ڈپو اردوبازار، لاہور، 1993ء، ص64

[3]- قریشی، شرف الدین، جامع الکرامات، فارسی متن تحقیق وترتیب رانا محمد سرور، ص64

[4]- قریشی، شرف الدین، جامع الکرامات، (فارسی متن، اردو ترجمہ: منبع البرکات)، مطبع صادق الانوار، بہاولپور، 1915ء، ص78

[5]- قریشی، حسن بخش، انوار غوثیہ، مطبع عام پریس لاہور حبیب فرمائش صابر تاجران، ملتان، 1327ھ، ص14-15

[6]- مولوی، محمد شفیع، مقالات علمی ودینی الشیخ الکبیر بہاءالدین زکریا، (مرتب: احمد ربانی)، مجلس ترقی ادب، لاہور، 1981ء، ص194

7- ہاشمی، حمید اللہ، احوال واثار بہاء الدین زکریا، تصوف فاؤنڈیشن سمن آباد، لاہور، 2000ء، ص 19
8- صفحہ 197 پر حوالہ نمبر 6 کے ضمن میں دیے گئے IX حوالہ جات باب مخدوم رشید حقانی
9- قریشی، جامع الکرامات، (مترجم: رانا محمد سرور)، مجید بک ڈپو اردو بازار، لاہور، 1993ء، ص 102
10- ایضاً، ص 106
11- شیخ عبدالرحمن کامل بزرگ ہو گزرے ہیں۔ ملتان شہر سے شمال کی جانب 15 کلومیٹر نیل کوٹ دریائے چناب کے کنارے بستی رتہ مٹھا میں آپ کا مزار ہے۔ قرآن حدیث کے علوم سے آگاہ علوم لافی سے سرفراز تھے۔ کوئی سائل آپ کے در سے خالی نہ جاتا۔ تمام عمر دین اسلام کی خدمت میں صرف کی۔
12- حضرت شیخ طاہر عرف بگا شیر کوٹ کروڑ میں پیدا ہوئے۔ روحانی علوم والد گرامی سے حاصل کیے۔ کشف قبور کشف قلوب اور طے عرض جیسے مراتب حاصل کیے۔ بے شمار لوگوں کو اسلام کی طرف راغب کیا۔ آپ کا مزار خان پور ضلع مظفر گڑھ میں مرجع الاخلائق ہے۔
13- حضرت شیخ سعید الدین شیخ سادھن والد گرامی احمد غوث سے فیض یاب تھے۔ آپ ولی کامل اور اسلام کے سپاہی تھے۔ اسلام کی خدمت میں بے مثال قربانیاں دیں۔ ملتان کے نواح ہیڈ محمد والہ کے قریب شمال کی جانب آپ کا مقبرہ موجود ہے۔
14- رشیدہ بی بی المعروف بصراں بی بی نہایت پاکباز اور صالحہ تھیں۔ شب بیداری میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔ آپ کا نکاح 615ھ میں حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی (م 661ھ) سے ہوا۔ آپ کے فرزند حضرت شیخ صدر الدین عارف بہت مشور ہوئے ہیں ان کے علاوہ تین فرزند شیخ علاؤالدین، شیخ شہاب الدین، شیخ برہان الدین اور بیٹی پیدا ہوئیں کا نکاح میر حسینی سے ہوا۔
15- حضرت شیخ موسیٰ نواب 584ھ میں پیدا ہوئے۔ بہاء الدین زکریا ملتانی کے مرید تھے۔ کشف و کرامات میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔ غوث بہاء الدین زکریا انہیں نواب الاولیاء کہتے۔ دین اسلام پھیلانے میں ان کی بڑی خدمات ہیں۔ 667ھ میں وصال فرمایا۔ سیوراہی، رحیم یار خان میں مزار مرجع الاالخلائق ہے۔
16- حضرت شیخ دادل دریا آپ 586ھ میں کوٹ کروڑ میں پیدا ہوئے۔ 657ھ میں وصال فرمایا۔ بہاء الدین زکریا کے مرید تھے۔ تمام عمر دین اسلام کی اشاعت میں صرف کردی اور بھائی موسیٰ نواب کے پہلو میں سیوراہی ضلع رحیم یار خان میں مدفون ہیں۔
17- حضرت شیخ ملاں فقیر 589ھ میں پیدا ہوئے اور 676ھ میں وصال ہوا۔ حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی سے فیض یاب تھے۔ آپ ملتان میں قصبہ ملاں فقیر میں مدفون ہیں۔
18- فریدی، نور احمد خان، تذکرہ بہاء الدین زکریا، قصر الادب شجاع آباد، ملتان، 1956ء، ص 89
19- مہروی، محمد نواز شاہ، تذکرہ مخدوم عبدالرشید حقانی، پبلشر انجمن صفتان پاک رسول دیال انصار کالونی، ملتان، ص 11
20- قریشی، شرف الدین، جامع الکرامات، (اردو ترجمہ: رانا محمد سرور)، ص 108
21- ایضاً
22- روبینہ ترین، ڈاکٹر، ملتان کی ادبی و تہذیبی زندگی میں صوفیائے کرام کا حصہ، بیکن بکس، ملتان، 1989ء، ص 172
23- ہریو ہرات شہر کا قدیم نام ہے، افغانستان کا شہر ہے علماء ومشائخ کی ایک بڑی تعداد اس شہر سے منسلک رہی۔ علمی حوالے سے بہت مشہور ہے۔
24- حضرت شیخ نصیر الدین ہروی (م 639ھ) ہرات کا بہت بڑے عالم اور ولی کامل تھے دینی وروحانی علوم میں درجہ کمال حاصل تھا۔ صاحب کشف و کرامات تھے۔
25- تبریز، ایران کا قدیم شہر ہے۔ آذربائیجان کا حصہ ہے۔
26- میر حسینی افغانستان کے علاقہ غور میں پیدا ہوئے ہرات میں بھی قیام کیا ملتان اور تبریز میں بھی قیام کیا صاحب کشف و کرامات تھے اپنے دور میں اولیاء کرام میں شامل ہیں، وفات 718ھ میں ہوئی۔
27- جلال الدین الدین تبریزی آپ عارف وصادق صاحب اسرار بزرگ گزرے ہیں شیخ بدر الدین ابو سعید کے مرید، شہاب الدین سہروردی کی صحبت میں بھی رہے۔ شمال بنگال میں بے شمار لوگ مسلمان کیے۔

[28]- نجم الدین کبریٰ اصل نام احمد بن عمر ہے۔ عبد اللہ یاسر کی صحبت میں رہے اور بہان بقلی سے خلافت پائی۔ عبد القادر جیلانی اور شہاب الدین سہر وردی سے بھی خرقہ خلافت حاصل تھا۔ 540ھ میں پیدائش اور 618ھ خوازم میں وصال فرمایا۔
[29]- شیخ کمال الدین یمنی کا نام کمال الدین محمد عیسیٰ تھا۔ یمن سے مدینہ منورہ قیام پذیر ہوئے کئی دہائیوں تک مدینہ میں بحیثیت شیخ الحدیث درس دیتے رہے۔ وصال م642ھ میں ہوا۔
[30]- ہمدان ایران کا مشہور شہر ہے کئی بزرگوں کی نسبت سے آج بھی مشہور ہے۔
[31]- شرف الدین قریشی، جامع الکرامات فارسی، مترجم رانا محمد سرور، ص111-110
[32]- حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی کے حوالے سے جو بنیادی مخطوطہ قلمی ملفوظات حضرت بابا فرید گنج شکر، حضرت جلال الدین بخاری اور مخدوم العالم حضرت سلطان ایوب قتال نے احوال لکھے وہ حضرت نواب صدر الدین قتال بن حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی کی اولاد میں چھٹی پشت میں تاج الدین کے فرزند (نام درج نہیں) نے 866ھ میں قلمبند کیے اور پھر ایک عرصہ تک یہ قلمی نسخے ناپید رہے۔ مخدوم 1225ء میں مخدوم شرف الدین قریشی نے ان مخطوطات کو تلاش کر کے جامع الکرامات کے نام سے قلمبند کیا مگر شدید ضعیف ہونے کے باعث کئی مقامات پر کچھ الفاظ اور کچھ عبارتیں ختم ہو گئیں تھیں جن میں ایک شجرہ نسب، اور دوسرا شجرہ طریقت تھا۔ شجرہ طریقت میں سید علی ہمدانی کے بعد کچھ نام غائب تھے اور حضرت ابو الفرح طرطوسی سے آخر تک موجود تھا۔ 1993ء میں مخدوم مشتاق شاہ کی وساطت سے رانا محمد سرور نے چار قدیم نسخوں کی مدد سے ان مخطوطات پر متشنیٰ تحقیقی کی مگر اس گتھی کو نہ سلجھا سکے۔ ایک عرصہ کے کی تگ و دو کے بعد حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی کے احوال پر مشتمل مخطوطہ کے کچھ صفحات کبیر والہ میں موجود قاری عنایت جو اب اس دنیا میں نہیں کی پرسنل لائبریری (چند کتابوں پر مشتمل تھی اور ان کی اولاد حالت کے پیش نظر ان کو فروخت کرتی جا رہی تھی) سے ملے مگر اس میں شجرہ طریقت کا صفحہ واضح تھا باقی شدید ضعیف صفحات تھے مل گئے مگر ابھی تشنگی باقی تھی کہ اس کی تصدیق کسی اور مخطوطہ سے ہو جائے۔ اس کے بعد ایک نسخے کے بارے میں ہمارے خاندان کے بزرگ مخدوم عارف شاہ، مخدوم مرید اکبر شاہ، مخدوم علی شاہ اور مخدوم نواز شاہ نے مختلف اوقات میں شجرہ نسب اور دیگر احوال جس میں شجرہ طریقت بھی تھا پر مشتمل مخطوطہ دیکھنے کی تصدیق کی اور بتایا کہ اس میں شجرہ نسب ہاشمی قریشی اور شجرہ طریقت شیخ عبد القادر جیلانی سے ملتا تھا اور وہ نسخہ باوجود کوشش میں کاغذ کمزور ہونے کی وجہ سے وہ پرت ختم ہو گیا مگر اس سے قبل کبیر والہ سے ملنے والا مخطوطہ پڑھنے لائق اور محفوظ ہے۔ یہ شجرہ طریقت انہیں حوالہ سے لیا گیا ہے۔ جبکہ اس سے متعلق پانچ، تحقیق، تنقیدی جائزہ مقدمہ میں وضاحت سے بیان کیا ہے۔
[33]- کوہ سلیمان کے پہاڑی سلسلے میں ڈیرہ غازی خان سے آگے یہ غار موجود ہے اور لوگ اب بھی زیارت کو جاتے ہیں انتہائی ویران پہاڑی سلسلہ ہے پیدل سفر کرنا پڑتا ہے۔
[34]- شرف الدین قریشی، جامع الکرامات فارسی، مترجم رانا محمد سرور، ص113
[35]- شرف الدین قریشی، جامع الکرامات فارسی، مترجم رانا محمد سرور، ص58
[36]- قریشی، شرف الدین، جامع الکرامامت، فارسی اردو ترجمہ: رانا محمد سرور، ص126
[37]- ایضاً، ص127
[38]۔ شرف الدین قریشی، جامع الکرامات فارسی، اردو ترجمہ منبع البرکات مترجم فرزند علی شاہ، ص31
[39]۔ ہاشمی بشیر حسین، آفتاب ہاشم، ص46
[40]۔ شرف الدین قریشی، جامع الکرامات فارسی، مترجم رانا محمد سرور، ص108
[41]۔ شرف الدین قریشی، جامع الکرامات فارسی، اردو ترجمہ منبع البرکات مترجم منشی عبد الرحمن، ص32
[42]۔ شرف الدین قریشی، جامع الکرامات فارسی، مترجم رانا محمد سرور، ص108
[43]۔ اسدی علامہ ابو الخیر، مختصر تذکرہ مخدوم عبد الرشید حقانی، ص04
[44]۔ شرف الدین قریشی، جامع الکرامات فارسی، اردو ترجمہ منبع البرکات مترجم منشی عبد الرحمن، ص32
[45]۔ شرف الدین قریشی، جامع الکرامات فارسی، مترجم رانا محمد سرور، ص112

[46]۔ شرف الدین قریشی، جامع الکرامات فارسی، اردو ترجمہ منبع البرکات مترجم فرزند علی شاہ، ص38
[47]۔ شیخ اکرام الحق ارض ملتان میں اس ولایت کا حدود دربعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان دنوں ملتان کی ولدیت دیپالپور سے بھکر تک اور سندھ کے شمالاً جنوباً علاقوں سے لیکر جلیسمر تک پھیلی ہوئی تھی۔
[48]۔ فریدی نور احمد خان، تذکرہ بہاء الدین زکریا، ص166
[49]۔ شرف الدین قریشی، جامع الکرامات فارسی، اردو ترجمہ منبع البرکات مترجم منشی عبد الرحمن ص40
[50]۔ فریدی نور احمد خان، تذکرہ بہاء الدین زکریا، ص167
[51]۔ شرف الدین قریشی، جامع الکرامات فارسی، اردو ترجمہ منبع البرکات مترجم فرزند علی شاہ، ص41
[52]۔ شرف الدین قریشی، جامع الکرامات فارسی، مترجم رانا محمد سرور، ص115
[53]۔ فریدی نور احمد خان، تذکرہ بہاء الدین زکریا، ص114
[54]۔ ہاشمی احمد ضمیر، حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی، ص12
[55]۔ اسدی علامہ ابو الخیر، مختصر تذکرہ حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی، ص5
[56]۔ مہروی محمد نواز شاہ، تذکرہ حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی، ص14
[57]۔ ایضاً، ص19
[58]۔ گیلانی اولاد، علی مرقع، ص222
[59]۔ اکبر ہاشمی، حال شیخ عبد الرشید حقانی،، ص02
[60]۔ اکرام الحق شیخ، ارض ملتان، ص219